بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصری پیغام

۱۴۲۳ھ

سورۃ العصر کی تفسیر کی روشنی میں حالات حاضرہ کا منظوم جائزہ و تقاضا

مرتبہ و مصنفہ : محمد امان علی ثاقب صابری حیدرآبادی

زیر اہتمام : فیضان ولایت ٹرسٹ حیدرآباد

سن اشاعت : ۱۴۲۳ ہجری ۲۰۰۲ عیسوی

ہدیہ : تیس روپے (-/Rs.30) سکہ ہند

ملنے کا پتہ : 22-8-481 پرانی حویلی' حیدرآباد۔۲

فون : 4573471

کمپیوٹر کتابت : SAM کمپیوٹرس' مغلپورہ' حیدرآباد۔

فون : 4568373' سیل: 98480-30272

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصری پیغام

۱۴۲۳ھ

سورۃ العصر کی تفسیر کی روشنی میں حالات حاضرہ کا منظوم جائزہ و تقاضا

مرتبہ و مصنفہ : محمد امان علی ثاقب صابری حیدر آبادی

زیر اہتمام : فیضان ولایت ٹرسٹ حیدر آباد

سن اشاعت : ۱۴۲۳ ہجری ۲۰۰۲ء عیسوی

ہدیہ : تیس روپے (-/Rs.30) سکہ ہند

ملنے کا پتہ : 22-8-481 پرانی حویلی، حیدر آباد۔۲

فون : 4573471

کمپیوٹر کتابت : SAM کمپیوٹرس، مغلپورہ، حیدر آباد۔

فون : 4568373، سیل: 98480-30272

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیل موضوعات

۱)۔ مقدمہ از: محترم ڈاکٹر رحیم الدین کمال صاحب

۲)۔ تقریظ از: محترم ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی صاحب

۳)۔ تاثرات از: محترم ڈاکٹر میر نجم الدین علی خاں صاحب

از: محترم جناب مصلح الدین سعدی صاحب

از: محترم مولانا سلیمان سکندر صاحب

۴)۔ تحریک عصری پیغام از: ثاقب صابری (صفحہ ۱)

۵)۔ تفسیر سورہ والعصر ماخوذ از: تفسیر قادری (صفحہ ۵)

۶)۔ عصری پیغام منظوم سورہ والعصر کی روشنی میں حالات

حاضرہ کا جائزہ و تقاضا۔ از: ثاقب صابری (صفحہ ۲۷)

۷)۔ وقت کا تقاضا منظوم: تاریخ اسلام کا جائزہ اور تقاضا (صفحہ ۳۴)

۸)۔ تعارفات (صفحہ ۵۵)

۹)۔ ہدیہ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

از : محترم المقام علامہ ڈاکٹر رحیم الدین کمال صاحب دلی اللہی دامت برکاتہم العالیہ

کلام پاک کا ایک معجزہ یہ ہے کہ ہر عہد میں کلام پاک کی کسی نہ کسی آیت یا سورۃ کی عصری کشفی اہمیت نمایاں ہو جاتی ہے تاکہ اس عہد کے بحران سے نجات پانے کے لیے انسان کی رہنمائی ہو۔ عصر حاضر کا سب سے بڑا اور خطرناک بحران ایمان اور کردار کا بحران ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ساری انسانیت کرب و الم میں مبتلا ہے۔ ہر شخص کے لیے خواہ وہ کتنا ہی اپنے آپ کو عصری آلائشوں سے بچا کر زندگی گزارنا چاہے یہ بات تقریباً ناممکن ہوگی اس لیے کہ ہمارا سارا معاشرہ طرح طرح کی خرابیوں اور آلائشوں میں مبتلا ہے اور اس کا اثر انفرادی زندگی پر بھی پڑنا لازمی ہے۔

سورہ والعصر میں عہد حاضر کے لیے ایک معجزاتی معنویت ہے اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے عصر کی قسم کھا کر صاف لفظوں میں یہ بتادیا ہے کہ انسان بے شک خسارے میں ہے اور اس خسارے

سے وہی انسان محفوظ و مامون رہ سکیں گے جو صاحب ایمان ہیں اور ان کے اعمال صالح ہیں اور وہ حق بات کہنے کی جرات رکھتے ہیں اور حق کی مدافعت کے لیے ہمیشہ تیار رہتے ہیں اور مصائب میں صبر کرتے ہیں۔ اس سورۃ کا لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والعصر یعنی تاریخی وقت کی قسم کھا کر انسانیت پر واضح کر دیا ہے کہ انسان اگر ایمان نہ لائے اور اعمال صالحہ پر عمل نہ کرے تو تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ ایسے افراد اور قومیں خسارہ اٹھاتی ہیں۔ قرآن پاک میں وقت کے لیے عصر اور دہر کے الفاظ بھی استعمال ہوئے ہیں۔ دہر وہ وقت دوران ہے جو ازل سے ابد تک جاری ہے اور عصر سے تاریخی وقت مراد ہے اور تاریخ وقت کا اس لیے ذکر ہے کہ تاریخ عالم میں مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کے عروج و زوال سے انسان عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن پاک میں مختلف تہذیبوں اور تمدنوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کی مثالیں دے کر انسان کی صحیح کردار کی طرف رہنمائی کی گئی ہے۔ عہد حاضر کے سب سے بڑے بحران کی زد میں انسانی کردار ہے اس لیے سورہ و العصر کی اہمیت اور اس کے کشفی مضمرات پر غور کرنے ہی سے انسانی نجات کی راہیں کھل سکتی ہیں۔ یہ کوئی معمولی مرحلہ نہیں ہے جس

کا ایمان جتنا مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے اس کے لیے آزمائشیں بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہیں اور ان آزمائشوں سے کامیاب گزرنے کے بعد ہی انسان یقیناً صاحب کردار بن جاتا ہے۔ حالات کتنے ہی مایوس کن کیوں نہ ہوں جن کا ایمان پختہ ہے وہ اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کی ڈوری کو مضبوطی سے تھام کر حق کی راہ چلتے ہیں اور حق کی مدافعت کرنے سے گریز نہیں کرتے ایسے ہی کردار کے حامل انسان اپنے ماحول اور عہد کو متاثر کرسکتے ہیں۔ میری فارسی غزل کے ایک شعر میں صاحب کردار کی تصویر اس طرح کھینچی ہے:

تابناکی بر جبین و دلنوازی در نگاه

ما بدامان سحر یک جلوہ جانانہ ایم

جن کا ایمان پختہ ہے اور کردار عظیم و اعلیٰ ہے ان کی شخصیت یقیناً با اثر ہوتی ہے اور وہ اپنے ماحول کو یقیناً متاثر کرسکتے ہیں۔ صاحب ایمان اور صاحب کردار کی یہی خصوصیت ہے کہ وہ صاحب عصر کی تلاش میں رہتا ہے اور شب و روز اس کے لیے دعا بھی کرتا رہتا ہے۔

میری ایک فارسی رباعی میں ایسی ہی دعا کا اشارہ دیا گیا ہے:

اے ساقی من مے بدہ نو روز است

در جام رخ فردا دل افروز است

از نالہ روز و شبم می آرم
یک مرد نو کہ صاحب امروز است

اس لیے جو اہل ایمان ہیں وہ سارے مصائب اور مشکلات کے باوجود مایوس نہیں ہوتے ۔ اگر ان کا کردار اور ایمان مضبوط ہے تو اللہ تعالی غیب سے ان کی مدد کرتا ہے ۔۔

میرے دوست جناب ثاقب صاحب نے سورہ والعصر کی روح کو اپنے اشعار میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ ایک مشاق شاعر ہیں ان کی یہ کوشش بار آور بھی ہوئی ہے اس کوشش کی عصر حاضر میں اس لیے اہمیت ہے کہ کلام پاک کے اس معجزنما سورۃ سے کماحقہ آگہی ہو اور ہر انسان کو اس سورۃ پاک کی وسعت و اہمیت کا اندازہ ہوسکے گا ۔ شعری پیکر اور اظہار بیان دل کش بھی ہوتا ہے اور اثر آفرین بھی ۔ اس لیے میں ثاقب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان کا یہ کلام اپنا اثر دکھائے گا ۔۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ڈاکٹر رحیم الدین کمال
"دلآویز" روڈ نمبر ۱۱، بنجارہ ہلز، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

از : محترم مولانا ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی (پی ایچ ڈی)
سابق صدر شعبہ عربی انوار العلوم کالج و صدر ادارہ فروغ تعلیم و اخلاق
و صدر نادی الہادی حیدر آباد

الحمد للّٰہ الذی سھل العباد طریق العبادۃ و یسر ۔ وزکی ابدانھم بالصلوۃ و الزکوۃ من دون السیات وطھر ۔ وقال اللّٰہ عزوجل والعصر ۔ ان الانسان لفی خسر ۔ الا الذین امنو و عملوا الصلحت و تواصو بالحق و تواصو بالصبر ۔ اشھدان لا الہ الا اللّٰہ و اشھدان سیدنا و سندنا محمدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم سید الخلائق و البشر ۔ و علی الہ و ازواجہ و صحبہ الخیر ۔

اللہ عزو جل کا معجز نما کلام قرآن ساڑھے چودہ سو سال قدیم ہونے کے باوجود آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی مشعل راہ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک لوگ اس سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

قرآن حکیم کی چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات میں سے سورۃ العصر کی صرف تین آیات اگر ہم سمجھ کر پڑھ لیں اور اس پر عمل پیرا ہوجائیں تو ہمارے لیے کافی ہے۔ حضرت امام ادریس الشافعی رحمتہ اللہ علیہ نے سورۃ العصر کے تعلق سے یہ فیصلہ کن بات فرمائی کہ "اگر اللہ تعالیٰ پوری قرآن نہ نازل فرماتا اور صرف سورۃ العصر نازل فرماتا تو یہ ہمارے لیے کافی ہوتا"۔ مختلف مفسرین نے اس چھوٹی سورت کی تفسیر مختلف انداز میں کی ہے۔ اس میں ایک اضافہ جناب محمد امان علی ثاقب صابری نے یہ کیا کہ اس کا منظوم ترجمہ دلکش پیرائے میں کیا۔ ابتداء میں تحریک پیغام عصر کے عنوان سے بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں منظوم معروضہ اس طرح پیش کیا۔

سرکار بلالو مری تقدیر جگادو
انوار رسالت کا وہ دربار دکھادو
سرکار مدینہ مرے سرکار دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)

صابری صاحب کے بموجب حج کے دوران منیٰ میں نماز مغرب میں امام صاحب نے سورہ عصر کی تلاوت کی اور یہی تحریک کا باعث ہوئی۔ ثاقب صابری صاحب نے اشعار سے قبل سورہ

عصر کی سترہ صفحات پر تفسیر بھی شریک کی ہے۔ تفسیر کی تفصیل سے صرف نظر آپ نے درمیان میں آیات کے موزوں حصے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حوالے بھی دیتے تو بہت مناسب تھا۔ اس تفسیر کو سات اجزاء میں تقسیم کیا گیا جو نہ صرف سہل اور عام فہم ہے بلکہ قلوب پر اثر ڈالتی ہے۔۔

" عصری پیغام " منظوم جائزہ و تقاضہ کے عنوان پر ثاقب صاحب (باون) ۵۲ اشعار تحریر کئے ہیں جو واقعی موثر اور دلنشین ہیں۔ ابتداء میں کچھ اشعار تمہیدی باندھ کر اصل مطلب کا آغاز اس شعر سے کیا ہے۔

تقاضائے والعصر پرؔ غور کرلیں
تو مل جائے گا درد کا اپنے درماں

اس میں آپ نے عصر حاضر کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے بابری مسجد کی شہادت، فلسطینیوں پر یہودیوں کے مظالم کے علاوہ بوسنیا اور چیچنیا کے مناظر کی بھرپور عکاسی کی ہے۔۔

کتاب کے آخر میں جناب محمد امان علی ثاقب صابری

نے ایک مسدس پیش کی ہے جو واقعی وقت کا تقاضہ ہے۔ اس میں آپ نے مسلمانوں کی بے راہ روی، فرائض سے دوری اور بیجا رسومات کی پابندی کا تذکرہ کیا ہے اور معروف شخصیتوں کے کارناموں کا ذکر کیا ہے جن میں خلفائے راشدین، تابعین، اولیائے کاملین اور مشہور سلاطین شامل ہیں۔

میں اپنی تقریظ کو ثاقب صابری کے شعر پر ختم کرتا ہوں جس میں آپ نے بجا کہا ہے۔

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضہ یہی بھائیو

ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی
دارالھدیٰ، سبزی منڈی، حیدرآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از : محترم المقام ڈاکٹر میر نجم الدین علی خاں صاحب (پی ایچ ڈی)
المخاطب حضرت نجمی شاہ صاحب

محمد امان علی نام ، ثاقب تخلص ۔ خانقاہی سلسلہ میں آپ سلسلہ صابری سے ملحق ہیں ۔ علمی و ادبی حلقے آپ سے بخوبی واقف ہیں آپ محتاج تعارف نہیں ۔ طبقہ شعراء میں کافی مقبول ہیں۔ آپ کی منظومات پڑھنے سے ایسا تاثر پیدا ہوتا ہے کہ آپ خدا داد صلاحیت کے حامل ہیں ۔ ہر وقت آمد ہی آمد ہے بس چھیڑ جذبہ کو ہو جاتے اور شعر حاضر ہے ۔ میں ادیب ہوں نہ شاعر گمنام ہستی ہوں ۔ معلوم ہونے پر کہ آپ طبقہ مشائخ میں بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں اور باکمال شاعر بھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ نسبت سلسلہ کس قدر مضبوط و مستحکم ہے ۔ عصری پیغام (منظوم جائزہ) کا ماخذ سورۃ و العصر ہے ۔ ابتدائے اسلام سے آج تک عالم اسلام میں

محدود اندازہ کے مطابق ایک ہزار تفسیریں لکھی گئی ہوں گی مثلاً
تفسیر قرآن بالقرآن، تفسیر قرآن بالا حادیث تسفیر نحوی، تفسیر
معتزلہ جیسے الکشاف، اعشاریہ، تفسیر صوفی علماء اور اسی قسم کے کئی
لوگ ہیں۔ ہندوستان میں پڑھائی جانے والی تفاسیر میں الکشاف،
بیضاوی، تفسیر امام زاہد، تفسیر بحر مواج، تفسیر حقانی، تفسیر اشرف
علی تھانوی، تفسیر عبدالباری وغیرہ اہم ہیں مطالعہ کرنے سے ان
تفاسیر میں یگانگت کی بجائے کہیں کہیں اختلاف نظریات و عقائد
پائے جاتے ہیں ایسے میں ثاقب صاحب نے تفسیر والعصر کو منظوم
کرنے کی ہمت کی ہے لیکن عصری پیغام پڑھنے سے مجھے صرف
یہی تاثر ملا۔ امنو و عملوالصالحات کی ترغیب دی گئی ہے۔ سورۃ
والتین میں بھی اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم
اس طرح ہے امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے ۷۲ ناری اور ایک فرقہ
ناجی ہوگا۔ آج کل مسلمانوں میں فرقہ بندی اس حدیث کو بار بار یاد
دلاتی رہتی ہے۔ لیکن ثاقب صاحب نے پیام و العصر کو کھلے الفاظ
میں بیان نہیں فرمایا البتہ و تواصو بالحق و تواصو بالصبر کو
آپ نے منظوم کیا ہے: رہیں حق پہ ہم حق کی تلقین کے ساتھ۔

اس آیت کے تحت حق پر رہنے کا پیام نہیں ہے ۔ بلکہ حق کی تبلیغ کرنی ہے اور اس عمل میں اپنی ذلت کو صبر کر کے برداشت کرتا ہے ۔ اس طرح والعصر میں چار باتیں ہوئیں ۔ ایمان لانا ، عمل صالح کرنا ، تبلیغ حق کرنا اس باب میں تکالیف اور ذلت کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے ۔ اس لحاظ سے ثاقب صاحب والعصر کا مکمل پیام انسانیت کو کھلے انداز میں پہچانے میں قدرے پیچھے ہیں ۔۔

افغانستان میں طالبان نے جس قسم کی حکومت قائم کی تھی اس کو پڑھنے سے خلافت راشدہ کی جھلک ملتی ہے لیکن اس کے باوجود ان پر ستم کے پہاڑ ٹوٹے ۔ اس کا سبب ڈھونڈنے کی اہم ضرورت ہے ۔ جب اللہ کی نافرمانی خواہ ایک بات میں ہی کیوں نہ ہو یا اتباع رسالت کا احترام ان معنوں میں نہ ہو کہ اسے سبک سمجھ کر چھوڑ دیا گیا اللہ کے غضب و قہر کو جوش آتا ہے اور وہ ان لوگوں کو ذلت کے غار میں ڈھکیل دیتے ہیں ۔ قرآن صاف الفاظ میں اس وقت مسلمانوں کو خبردار کررہا ہے جب کہ انہیں عزت سے نوازا جانے والا تھا یعنی جہاد ۔ اس کی تیاری اور ہر وقت حالت جنگ میں ہوتا لیکن ہم ہر وقت حالت آرام میں چلے گئے ۔ موت سے

گھبرانے، ڈرنے لگے۔ اللہ اور رسول کی بے وقعتی کا ہم کوئی جواب نہیں دے سکتے۔

بہر حال ثاقب صاحب نے جو میدان بدلا ہے اللہ کرے انہیں راس آئے۔ زبان عربی سے واقفیت، قرآن پر اس طرح عبور کہ گویا حافظ ہیں۔ احادیث میں بھی ید طولیٰ رکھنا، فقہ کے ابواب میں مہارت ہونا ضروری ہے۔ تب ہی تفسیر شرح صدر سے ہوتی ہے پھر اسے منظوم کرنا بہتر ہوگا۔

ثاقب صاحب نے جو کوشش فرمائی ہے بحیثیت مجموعی لائق تحسین ہے اللہ انہیں علم و فہم و بصیرت سے نوازے تاکہ وہ اس اچھے سے اور اچھا عوام میں پیش کر کے ان کے شعور کو بیدار کر سکیں۔ اور تبلیغ حق کا حق پورا کر سکیں۔ آمین۔

راقم الحروف

ڈاکٹر نجم الدین علی خاں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از : مفکر اسلام ماہر اقبالیات

حضرت العلامہ مصلح الدین سعدی صاحب مدظلہ

جناب محمد امان علی ثاقب صابری حیدر آبادی کو اللہ تعالی نے حقیقت آشنا دل سے سرفراز کیا ہے ۔ اس دل درد مند کی جلوہ نمائی ان کے اشعار میں جلوہ گر نظر آتی ہے ۔ وہ نثر کی طرح شعر لکھنے پر قادر ہیں ۔ حیدر آباد کی علمی اور ادبی محفلوں میں اپنی فی البدیہہ قادر الکلامی کے لیے یہ خاصے مشہور ہیں ۔ محفل میں کسی بھی شخصیت پر یہ فی الفور اپنا منظوم تاثر پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ۔

ان کا تعلق اہل دل کے اس کارواں سے ہے جو اللہ تعالی سے اپنے تعلق اور اس کی رضا کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں ۔ انسانی اقدار کی ضرورت اور روحانی بصیرت کے قائل ہیں ۔ اس دور فتنہ و فساد میں وہ اہل ایمان کی حالت زار کا بھی گہری نظر سے مطالعہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کے اصول حیات پر بھی تنقیدی

نظر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ عصری پیغام جیسی کامیاب تحریر پیش کرنے پر قادر ہوئے۔۔

قرآن مجید کی سورت العصر نے ان کو آج کے موجودہ ماحول پر ایک خاص انداز سے غور کرنے پر مجبور کیا۔ وہ حال وقال کی باریکیوں سے گزر کر پیام کی منزل تک پہنچ گئے اور ایک کتاب تیار ہوگئی۔ نثر و نظم کا یہ انتخاب آج کے حالات میں نہ صرف مطالعہ کا طالب ہے بلکہ اس مواد پر عمل کرنے کی بھی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالی سے مری دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو شرف قبولیت عطاء فرمائے آمین۔۔

مصلح الدین سعدی
سوریہ نگر کالونی، حیدر آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاثرات

از: محترم المقام مولانا سلیمان سکندر صاحب
نائب صدر مجلس تعمیر ملت حیدر آباد

قرآن کریم میں سورہ عصر ساری کتاب کا ایک خلاصہ نظر آتی، اللہ پاک کا کلام اس کے ایک ایک لفظ کا احاطہ کرنا سمجھنا سمجھانا انسان کے بس کی بات نہیں مگر توفیق ہوتی ہے تو سارے مرحلے آسان ہوجاتے ہیں۔ اس سورہ مبارکہ میں انسان کا تعلق زمانہ سے، تاریخ سے، حسب قدر گہرا ہے۔ اس کا واضح اشارہ سورہ عصر میں ملتا ہے۔ آج کی دنیا کا انسان مادی ترقی کے ناطے حیات انسانی کے تمام گوشوں پر دسترس حاصل کرگیا ہے مگر قرآن پاک کے اس فرمان الٰہی کی رو سے وہ گھاٹے اور خسارے میں ہے اگر ایمان سے محروم ہے۔۔

آج کی دنیا میں ہر صاحب ایمان کی ہر قسم کی مایوسی اور

ناامیدی سے چھینے کی کوشش کرنی چاہیے اور اپنے ایمان کو عمل کے ذریعہ رنگین بنانے کی فکر کرنی چاہیے ۔ ہمارے دوست جناب ثاقب صاحب نے سورہ عصر کی تاویلات اور توجیہات میں اپنے منظوم انداز بیان میں بہت سی باریکیوں کو سامنے لایا ہے ۔ اس ساری منظوم کوشش میں ایک پیام کو بھی پیش کرنے کا ڈھنگ جو دکھائی دیتا ہے وہ اپنی جگہ نرالا عجیب و غریب معلوم ہوتا ہے ۔ شاعر نے عصر حاضر میں سورہ عصر کو وقت کا ایک محاسبہ بنانے کی جو ایک طالب علمانہ حیثیت میں کوشش کی ہے وہ قابل قدر ستائش ہے بہر حال آج کا انسان سب کچھ بن جانے کے باوجود خسران کا شکار کیوں ہے اس کی ایک گہری اور عمیق انداز میں جھلک ثاقب صاحب کے اشعار میں ملتی ہے ۔ اللہ تعالی ہم سب کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے اور شاعر ثاقب صاحب کو اجر بخشے ۔

سلیمان سکندر
(مجلس تعمیر ملت)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک عصری پیغام

فبروری ۲۰۰۲ء کے دوران واقع ہونے والے حج بیت اللہ شریف کی ادائیگی کے لیے حکومتی اجازت کے حصول کی کوشش میں ۳/ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۵/ فبروری ۲۰۰۲ء بروز جمعہ کو سعودی دارالحکومت ریاض میں موجودگی اور حصول اجازت میں تعطّل نے بعد نماز جمعہ اپنے مقام دہران واپس ہوتے ہوئے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یوں معروضہ منظوم ہوا۔

سرکار بلالو مری تقدیر جگادو   انوار رسالت کا وہ دربار دکھادو
سرکار مدینہ مرے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

اصحاب نبوت و ولایت کا تصدق   حسنین کا صدقہ مجھے خیرات دلادو
سرکار مدینہ مرے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

یہ چشم تمنا ہے طلبگار تجلّی   اپنے کف پا کا اسے دیدار کرادو
سرکار مدینہ مرے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم

نعتوں کی یہ توفیق تمہاری ہی عطا ہے سرکار مری فکر کو تنویر رضا دو

سرکار مدینہ مرے سرکار دوعالم ﷺ

میں غوث و خواجہ کی غلامی کا علمدار جو مانگ رہا ہوں مجھے اس سے بھی سوا دو

سرکار مدینہ مرے سرکار دوعالم ﷺ

ثاقبؔ کی گزارش مرے سرکار یہی ہے عمرے تو کرائے ہیں کئی، حج بھی کرا دو

سرکار مدینہ مرے سرکار دوعالم ﷺ

اس معروضے کو دوراں سفر گنگناتے ہوئے۔ دہران واپس ہوا۔ دوسرے دن ۴/ ذی الحجہ کو شام میں سرکار دوعالم ﷺ کی غلام نوازی سے حج کی ادائیگی کا اجازت نامہ ایک داخلی معلم صاحب کے ذریعہ حاصل ہوا۔ اور ۵/ ذی الحجہ کو عازم حج ہوکر براہ جدہ ۶/ ذی الحجہ کی شام مکہ مکرمہ پہونچ کر بیت اللہ شریف میں عمرہ ادا کیا۔ طواف کی سرشاری کے دوران روح پرور اشعار کی موزونیت کا سبب بنا جو یہ ہیں:

یہ کیف عمرہ اور حج میں دل ہیں سب کے شادماں
ہیں لاکھوں بندگان رب رواں دواں رواں دواں
وہ ذات حق ہے احدیت ہے شان شان کن فکاں
رضا ہے لوح اور قلم ہے عرش اس کا آستاں
عرب کے بھی عجم کے بھی، زمیں کے گوشے گوشے کے
نظر میں آرہے ہیں سب حرم میں شکل کہکشاں

زباں پہ نعرہ لبیک ' طواف شکل پروانہ
ہیں ایک ہی لباس میں' یہ رب کے سارے بندگاں
نبی ﷺ کے ہم غلاموں کو ہے ناز اپنے بخت پر
خدائے ذوالجلال بھی ہیں کتنے ہم پہ مہرباں
خلیل اور ذبیح کی وہ یاد دلنواز میں
سجا ہے زیر آسمان ' رحمتوں کا سائباں
زمیں بنی عروس تو' وہ آسماں ہے محو دید
وہ رشک کررہی ہے دیکھ کر' بہار جاوداں
پہونچ ہی جائیں گے یہ سارے ساحل مراد پر
لگے ہیں کشتیوں پہ یہ جو نسبتوں کے بادباں
زمیں قدس و ہند پر' کرم طفیل مصطفیٰ
نہوگی فکر دشمناں' جو رب ہو ہم پہ مہرباں
میں ثاقب حقیر ہوں' کروں گا شکر کیا بیاں
کرم کو تیرے سجدے کر رہے ہیں میرے قلب وجاں

۷/ ذی الحجہ کی رات میں منیٰ کے کیمپ میں خیمہ زن ہوئے اور ۱۲/ ذی الحجہ کی سہ پہر تک قیام پذیر رہے۔ ۸/ ذی الحجہ کی نماز مغرب میں سورہ عصر کی امام صاحب نے تلاوت کی۔ اس کی سماعت نے احساسات

میں ایک تحریک پیدا کی۔ ان مختصر آیتوں کے مفہوم نے ان کی وسیع تفسیر کی جانب ذہن کو متوجہ کیا۔ دور حاضر میں ساری دنیا میں مسلمانوں کے احوال و مصائب پر نظر پڑی اور دل غور و فکر میں منہمک ہوا۔ اور منشائے ایزدی کے عرفان نے فکر شعری کو متحرک کیا اور اشعار کا ایک تسلسل آمد کی شکل اختیار کیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ان اشعار کو قلمبند کرتا رہا جو ایک طویل نظم پر مشتمل ہوئے۔ میں اس احساس کو اپنے مالک کی مرضی کے تابع سمجھ کر اس نظم کو پیغام عصر سے موسوم کیا۔ حیدرآباد واپسی کے بعد محترم جناب عرفان اللہ صاحب نوری سے اس پیغام کے بارے میں تذکرہ رہا۔ موصوف نے اظہار خوشنودی کے ساتھ اعداد ابجد کو جوڑ کر مبارکباد دی کہ عصری پیغام کا مادہ تاریخ ۱۴۲۳ ہوتا ہے۔ اور یہ مشورہ دیا کہ منشائے رحمان سمجھ کر اس کو اپنے برادران ملت کے مطالعہ کے لیے کتابی شکل میں شائع کرایا جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کی تعمیل میں تفسیر قادری سے ماخوذ سورہ عصر کی تفسیر کو شامل کر کے منظوم عصری پیغام کے ساتھ منظوم وقت کا تقاضا نظم جو سابق میں طبع ہوئی تھی اس کو بھی شامل کر کے کتابی شکل دی گئی ہے۔ جس کے لیے میں اپنے مالک کی عنایت کا شکر گزار ہوں اور برادران ملت سے دعائے خیر کا طلب گار ہوں۔۔

شاعر پیغام عصر

محمد امان علی ثاقب صابری حیدرآبادی

تفسیر سورہ عصر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

والعصر O ان الانسان لفی خسر O الا الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر

قسم ہے زمانے کی بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ کہ یقین لائے اور کئے اچھے کام اور آپس میں تاکید کرتے رہے سچ کی اور آپس میں تاکید کرتے رہے سہنے کی۔

العصر سے مراد زمانہ ہے: بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ والعصر سے الدھر یعنی پورا زمانہ مراد ہے۔ کسی زمان خاص کی تخصیص نہیں۔ اس قول کی تائید میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ آپ نے بعض اوقات یوں فرمایا: والعصر نوائب الدھر قسم ہے زمانے کی یعنے زمانے بھر میں جو واقعات و حالات اور حوادث نوبت بہ نوبت یکے بعد دیگرے پیش آتے رہتے ہیں۔ گویا آپ نے والعصر کی تفسیر نوائب الدھر سے فرمائی۔ نیز اس قول کی تائید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ زمانہ اگرچہ بظاہر ایک معدوم شئی معلوم ہوتا ہے جس کا خارج میں کوئی وجود خاص نہیں باایں ہمہ اس میں عجب عجب واقعات پیش آتے رہتے ہیں۔ کل تک ایک قوم دنیا میں ذلیل اور ناقابل ذکر خیال کی جاتی تھی۔ آج اس کی دنیا میں

بڑی قدر و منزلت ہے۔ ہر شخص کی زبان پر اس کا چرچا ہے۔ اس کے برعکس کل تک کسی کی حکومت بڑے رعب و جلال کے ساتھ قائم تھی۔ آج اس کا کوئی ذکر نہیں۔ قوموں کا عروج و زوال روز روز کا تبدل احوال موسم کا تغیر موت و حیات روشنی و تاریکی وغیرہ یہ تمام امور مہمہ اسی زمانے کی نیرنگی کے کرشمے ہیں۔ چونکہ زمانے کا کوئی خاص وجود خارجی نہیں معلوم ہوتا اس لئے وہ ساکن یعنی غیر متحرک معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ بڑی تیزی کے ساتھ رواں ہے۔ اسکی جو آن گزر جاتی ہے پھر پلٹ کر نہیں آنے پاتی بلکہ دوسری نئی آن ہی سے سابقہ رہتا ہے۔ دنیا کی ایک ایک چیز فنا ہوتی نظر آتی ہے مگر زمانہ فنا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس سے زمانہ کی طوالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ استاد جلیل نے کیا خوب فرمایا:

زمانہ ہے کہ گزرا جارہا ہے　　　یہ دریا ہے کہ بہتا جارہا ہے

ایک عرب شاعر کہتا ہے:

وارى الزمان سفينة تجرى بنا
نحو المنون ولا نرى حركاته

میں زمانے کو خیال کرتا ہوں کہ وہ ایک کشتی یا جہاز ہے جو ہم سب کو اس میں سوار کر کے موت کی سمت تیزی سے رواں دواں ہے اس کے باوجود اس کی حرکت ہمیں نظر نہیں آتی۔

<u>زمانہ کی اہمیت:</u> العصر یعنی زمانے کی قسم اس لئے کھائی گئی کہ انسان کو جو مصائب

اور آفات پہنچتے ہیں ان کو وہ زمانے کی طرف ہی منسوب کرتا ہے اور شکایت کرتا رہتا ہے کہ عجب زمانہ سے سابقہ پڑ رہا ہے کہ مجھے ایسی تکالیف اور نقصانات کا منہ دیکھنا پڑا۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے بھی اسی زمانے کو گواہ رکھ کر اس سورت شریفہ کی ابتدا فرمائی کہ واقعی زمانہ ایک مہتم بالشان حقیقت ہے لیکن مصائب و آلام اور نفع وضرر کو زمانے کی طرف منسوب کرنا اور اس کی شکایت کرتے رہنا صحیح نہیں بلکہ اس کا اصلی سبب انسان کی کوتاہ فہمی اور سوء تدبیر ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا: ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم تم کو جو کوئی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی ہے۔ اور حدیث شریف میں آیا: لا تسبوا الدھرفان اللہ ھوالدھر۔ زمانے کو برا نہ کہو کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہی زمانہ ہے۔ یعنی زمانہ کی گردش اسی کے ہاتھ ہے تم اچھا کام کرتے رہوتو زمانہ بھی تمہارا ساتھ دیگا ورنہ اپنے کئے کو آپ بھگتے جاؤ۔

__العصر سے مراد امتہ مرحومہ کا عہد:__ بعض مفسرین کرام نے والعصر سے امتہ مرحومہ کا عہد مراد لیا ہے جو امم سابقہ کے عہد کے مقابلے میں نماز عصر کے وقت کی نسبت رکھتا ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف کی اس حدیث صحیح میں ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول انما بقاؤ کم فیما سلف قبلکم من الامم کما بین صلاة العصر الی غروب الشمس اوتی

اھل التوراۃ التوراۃ فعملواحتی اذا انتصف النھار عجزوا فاعطو اقیراطا قیراطا ثم اوتی اھل الانجیل الانجیل.فعملوا الی صلاۃ العصر ثمّ عجز وافاعطوا قیراطاقیراطا ثم اعطینا القرآن فعملنا الی غروب الشمس فاعطینا قیراطین قیراطین ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے حضور رسول اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرمارہے تھے کہ امم سابقہ کے مقابلے میں تمھاری بقا کی نسبت اتنی ہی ہے جتنی کہ نماز عصر سے غروب آفتاب کے درمیانی مدت ہے۔تورات والوں کو تورات شریف دی گئی وہ اس پر (صبح سے) عمل پیرا رہے۔جب نصف النہار ہوا تو وہ تھک گئے (اور کام چھوڑ دیا) لہذا ان کو ایک ایک قیراط دیا گیا۔پھر انجیل والوں کو انجیل مقدس دیا گیا وہ اس پر (نصف النہار) سے عمل کرتے رہے۔ جب عصر کا وقت آیا تو وہ بھی تھک کر بیٹھ گئے ۔ان کو بھی ایک ایک قیراط (ان کے کام کے صلے) میں دیا گیا۔پھر ہم کو قرآن کریم عنایت ہوا۔ہم (عصر سے) غروب آفتاب تک کام کرتے رہے (اور کام کی تکمیل کردی) تو ہم کو دو دو قیراط صلہ مرحمت ہوا۔

<u>جامع تفسیر:</u> بہرحال العصر سے جو بھی مراد لی جائے ہر ایک تفسیر اپنی جگہ درست ہے خواہ پورا زمانہ لیا جائے یا اس کا کوئی جزء خاص۔ ہمارے نزدیک پورا زمانہ

مراد لیناہی اولی ہے جس میں تمام مخصوص زمانے بھی داخل ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے والعصر سے پورا زمانہ مراد ہونا لکھا ہے یعنی سارا زمانہ گواہ ہے اس دعوے کے صحیح ہونے کا جس کا بیان آگے آرہا ہے اور اس کا ایک ایک جزو ثبوت پیش کررہا ہے اس امر کا کہ آگے تقریر آرہی ہے وہ اپنی جگہ اٹل ہے جس کی تردید نہیں ہوسکتی۔ وہ دعوی یہ ہے:

ان الانسان لفی خسر کی تفسیر: ان الانسان لفی خسر۔ بیشک انسان سخت گھاٹے میں ہے اب یہاں انسان سے کیا مراد ہے۔ اس میں بھی مفسرین کرام کے اقوال ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انہ اراد جماعة من المشرکین کالولیدبن المغیرة والعاص بن وائل والا سود بن عبدالمطلب ۔(نیشاپوری) یہاں الانسان سے مشرکین کی ایک جماعت مراد ہے۔ جیسے ولید بن مغیرہ عاص بن وائل اور اسود بن عبدالمطلب۔ وغیرہ جو کٹر مشرکین تھے اور اہل مکہ کے سردار مانے جاتے تھے۔ اور حضرت مقاتل فرماتے ہیں:۔ انہ ابولھب ۔ یہاں الانسان سے ابولھب مراد ہے۔ جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ اور حضور کی قرابت کا کچھ بھی پاس ولحاظ نہیں کرتا تھا۔ اور اسی دشمنی کے باعث حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں جو اس کے بیٹوں سے منسوب تھیں ان کو اپنے بیٹوں سے طلاق دلوادی تھی۔ جس کی

مذمت میں سورہ تبت یدا ابی لھب نازل ہوا۔اور ایک حدیث مرفوع میں ہے: انہ ابوجھل۔ یہاں الانسان سے ابوجہل لعین مراد ہے۔ جس کی دشمنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مشہور ہے۔ یہ سب کہا کرتے تھے: ۔ان محمدالفی خسار۔ یقیناً محمد گھاٹے میں ہیں۔ جو ہمارے الٰہ کو چھوڑ کر الٰہ واحد کی عبادت کرنے کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ بھلا تین سو ساٹھ خداؤں سے منہ موڑ کر خدائے واحد کے پیچھے جا کر کیا فائدہ کمائینگے اور اتنے زیادہ خداؤں کی مخالفت مول لے کر اکیلا خدا کیا کرے گا؟ بجز خسارے کے ان کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ مگر جمہور مفسرین نے الانسان سے تمام افراد انسان مراد لی ہے جس میں ولید عاص اسود ابولہب اور ابوجہل اور ان کے جملہ ہم خیال وہم عقیدہ سبھی داخل ہیں۔ ہم نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے۔ اگر فی الواقع یہ آیت کریمہ ان مخصوص مشرکین کے باب میں نازل بھی ہوئی ہو تو بموجب العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب کے اعتبار عام لفظ کا ہوگا۔ سبب خاص کا اعتبار نہ ہوگا۔ اس اصول کے مدنظر الانسان سے پوری نوع انسانی مراد ہوگی اور آیۃ کریمہ کے معنی یہ ہوں گے کہ نوع انسان یعنی جس شخصیت پر انسان کا اطلاق ہوسکتا ہے وہ سب کے سب بڑے خسارے اور سخت گھاٹے میں ہیں۔ گویا انسانیت ہی پرلے درجے کے نقصان میں پڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ خسر کی تنوین سے تنوین تعظیم مراد لی گئی ہے یعنی لفی خسر عظیم۔ انسان سب کے سب

بڑے گھاٹے اور خسارے میں ہیں۔ یہ اس لئے کہ انسان کو جو کچھ کرنا ہے وہ اسی دوروزہ زندگی میں کرنا ہے اگر نافرمانی اور معاصی میں گزار دیا جائے گا تو نقصان اور گھاٹا ظاہر ہے اور اگر مباحات میں پڑے رہو گے جن کے کرنے پر نہ کوئی ثواب اور نہ عذاب۔ تو اس کا نتیجہ بھی لا حاصل ہی رہیگا۔ اور اگر اطاعات و عبادات میں مشغول رہو گے تو ان کے مدارج بھی بے شمار ہیں جس درجہ اخلاص ہوگا اور جتنا ان میں انہماک رہیگا اس سے اعلیٰ و ارفع درجہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور یقیناً اعلیٰ اارفع کی جزا بھی اعلیٰ وارفع ہی ہوگی۔ اس صورت میں ہر نیک سے نیک تر انسان کو حسرت ضرور رہیگی کہ میں نے دوم درجہ کا نیک کام کیا اگر اول درجہ کا نیک کام کیا ہوتا تو اول درجہ کا ثواب حاصل کرتا۔ انسان کی یہ حسرت بھی یک گونہ نقصان اور گھاٹا ہی ہے اسی لئے فرمایا گیا کہ سب انسان گھاٹے میں ہیں۔

الا کی تفسیر: الا۔ مگر۔ وہ جن کا بیان آگے آرہا ہے وہ اس خسر عظیم سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کو کسی قسم کے نقصان اور گھاٹے کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے آپ کو ایسے نقصان عظیم پانے والوں سے دور رکھا ہے۔ اور بالکلیہ ان سے اپنا تعلق منقطع کرلیا ہے۔ ان کا عقیدہ ان کے عقیدے سے' ان کا قول قرار ان کے قول قرار سے' ان کا عمل ان کے عمل سے' ان کی روش ان کی روش سے' بلکہ ان کی پوری زندگی' ان کی پوری زندگی سے جداگانہ ہے۔ اگر کوئی ان دونوں گروہوں پر نظر ڈالے تو بادی النظر ہی میں صاف طریقہ پر محسوس ہوتا اور دکھائی دیتا ہے کہ

یہ اور ہیں اور وہ اور ہیں۔ دونوں میں باہم کوئی مناسبت اور یکسانیت نہیں۔ جب یہ دونوں گروہ الگ الگ ٹھرے تو ظاہر ہے کہ ان کا انجام بھی ایک نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کا انجام اس کے عقیدے قول قرار عمل روش اور طرز زندگی کے مطابق جدا ہوگا۔ یہ مستثنی گروہ کن صفات کا حامل ہے اس کا بیان آگے آرہا ہے۔

الذین آمنوا کی تفسیر: الذین آمنوا۔ (ان کی پہلی صفت یہ ہے کہ وہ) یقین لائے۔ (خدائے واحد پر جو تمام صفات کمالیہ کا جامع اور ہر عیب سے منزہ ہے۔ یعنی جملہ صفات کمالیہ جو خداوند تعالی شانہ کی ذات میں ہونی چاہئیں وہ سب کی سب اس میں موجود اور وہ ان صفات سے موصوف ہے۔ اور جو صفات ایسی ہیں جو شان خداوندی کے لائق نہیں وہ ان تمام صفات سے پاک ہے) مثلا وہ حی ہے ہمیشہ زندہ رہنے والا۔ اس کو کبھی فنا نہیں۔ وہ عظیم ہے سب کچھ جاننے والا۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ سمیع ہے سب کچھ سنتا ہے بہرہ نہیں ہے۔ بصیر ہے سب کچھ دیکھتا ہے اندھا نہیں ہے۔ متکلم ہے کلام فرماتا ہے۔ گونگا نہیں ہے۔ اس کا سننا دیکھنا کلام فرمانا ہمارے سننے دیکھنے اور کلام کرنے کی طرح نہیں۔ ہم ان صفات کے لئے کان' آنکھ' زبان کے محتاج ہیں اس کو کسی چیز کی احتیاج نہیں۔ اسی کلام کا نتیجہ ہے کہ اس نے کتابیں نازل فرمائیں جن میں عقائد' عبادات اور امر' نواہی' معاملات' اخلاق' آداب سب کچھ بتلا دیئے اور ان کے نتائج کا علم کرا دیا گیا۔ نیز ہر چیز کے حدود متعین کئے گئے اور کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی جس کی

ضرورت ہو۔ وہ مرید ہے۔ ہر کام اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ مجبور نہیں ہے۔ قدیر ہے ہر چیز پر اس کو پوری قدرت ہے۔ عاجز نہیں ہے غرض ہر وصف میں وہ یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں لیس کمثلہ شیئی کوئی چیز بھی اس کی مانند نہیں ہے۔ اور اسی قدرت کاملہ کا ظہور ہے کہ تمام مخلوقات پیدا کئے گئے۔ ملائکہ' انبیاء ورسل علی نبینا وعلیہم الصلاۃ والسلام کو امتیاز بخشا گیا۔ اور انبیا ورسل علیہم السلاۃ والسلام کے ذریعہ' کتب الہی کو پڑھنے' سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کے طور طریق بتائے گئے۔ پھر ان تمام بزرگوں کے آخر پر حضرت ختم الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کو مبعوث فرمایا گیا جن کے بعد پھر کوی نبی نہیں۔ اور آپ پر اللہ سبحانہ کی آخری کتاب قرآن کریم نازل کی گئی جس کے بعد قیامت تک کوئی آسمانی کتاب نازل نہ ہوگی اور آپ کی امتہ مرحومہ کو آخرالامم قرار دیا گیا جس کے بعد حق سبحانہ تعالی کی محبوب ومقبول امت اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ اس طرح اکمل دین اور اتمام نعمت فرمادیا گیا اور اعلان فرمایا گیا :

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ آج (۹ ذی الحجۃ الحرام ۱۰ھ کو) میں نے تمہارے دین کو درجہ کمال پہونچادیا اور اپنی پوری نعمت تم پر اتاردی۔ اور تمہارے دین اسلام سے رضامند وخوشنود ہوگیا۔ بس اس کو حرز جان بناؤ اور اس پر ہمیشہ پوری قوت سے قائم وبرقرار رہو۔ کوئی قوت اس نعمت جاوید کو تم سے چھین

نہیں سکتی اور کوئی طاقت تم کو اس صراط مستقیم سے ہٹا نہیں سکتی۔ یہ اور بات ہے کہ تم خود اسکی قدر نہ جانو۔ بہر حال الذین آمنوا میں جملہ ایمانیات داخل ہیں جو ایمان مجمل و مفصل میں بتادئے گئے ہیں۔ اور جن کی صراحت کتب عقائد و کلام میں شرح و بسط کے ساتھ کر دی گئی ہے اور ہر امر کا ثبوت دلائل معقول و منقول سے بہم پہنچا دیا گیا ہے۔ ان کو پڑھو اگر پڑھنا نہیں جانتے تو جاننے والوں سے دریافت کرلو۔

عملوا الصالحات کی تفسیر: وعملوا الصالحات۔ ایمان کے بعد درجہ ہے عمل صالح کا۔ یعنی نیز خسران مبین سے وہ گروہ مستثنی ہے جو اعمال صالحہ اور کارہائے شائستہ کے پابند اور خوگر اور ممنوعات و مکروہات سے دور ہیں۔ چنانچہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ ارشاد باری تعالی وعملوا الصالحات کی تفسیر میں فرماتے ہیں: واذوا ماالزمھم من فرائضه واجتنبوا ما نهاهم عنه من معاصيه ۔ (ابن جریر)

عملوا الصالحات کا مصداق وہ لوگ ہیں جو فرائض لازمہ کو ادا کرتے ہیں اور جن معاصی کے ارتکاب سے ان کو منع فرمایا گیا تھا ان سے اجتناب کرتے رہے۔ پھر یہ ادائی فرائض اور اجتناب عن المعاصی جو ہر شخص پر واجب ہے وہ ہر ایک کی استعداد اور اس کی استطاعت کے موافق ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کی استعداد و استطاعت یکساں نہیں ہو سکتی جیسا کہ اللہ پاک کا ارشاد ہے: فمنهم

ظالم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخیرات باذن الله ۔کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے اور کوئی ان میں میانہ روی اختیار کرنے والا اور کوئی ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ سبحانہ تعالی کے حکم سے اپنی نیکیوں کو ساتھ لے کر سبقت لے جانے والے ہوتے ہیں۔ نیز حق سبحانہ تعالی کا ارشاد ہے: لا یکلّف اللّٰه نفسا الا وسعها خدائے بزرگ و برتر کسی جان کو اتنا ہی مکلّف بنایا ہے جتنی اس کی وسعت و طاقت ہے۔ استعداد اور استطاعت سے بڑھ کر کسی کو کسی امر کی تکلیف نہیں دیتا۔ عوام سے اہل علم کے فرائض متعلق نہیں کئے جاتے۔ اور اہل علم بھی ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ فوق کل ذی علم علیم۔ ہر صاحب علم کے اوپر ایسے اصحاب ہیں جو علم و فضل میں بڑھے چڑھے ہوتے ہیں۔ لہذا ہر عالم سے امام وقت کے فرائض متعلق نہیں کئے جائیں گے۔ یہی حال اہل عرفان کا ہے کہ ان کے بھی مدارج ہیں۔ کوئی اولیاء اللہ میں شامل ہیں تو کوئی ابدال کے درجہ پر فائز ہیں۔ کوئی اوتاد کہلاتے ہیں کوئی قطب وقت، کوئی قطب الاقطاب، کوئی غوث اور کوئی ان سے بھی بڑھ کر غوث اعظم۔ کوئی تبع تابعین اور کوئی تابعین اور کوئی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر اصحاب رسول کے بھی مدارج ہیں درجات بعضها فوق بعض۔ یہ مراتب و درجات ہیں جو ایک دوسرے پر فوقیت رکھتے ہیں۔

<u>وتواصوابالحق کی تفسیر:</u> وتواصوابالحق ۔اور ایک دوسرے کو

باہم تاکید کرتے رہے حق پر قائم رہنے کی۔ تیسرا گروہ جو خسران ونقصان سے مستثنے اور دور ہے ان لوگوں کا ہے جو حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ اللہ سبحانہ پر ایمان لانے اور اس کی بتائی ہوئی باتوں کا یقین کرنے کی بدولت وہ دائمی خسارے سے نجات پاچکے تھے۔ پھر نیک کاموں میں لگے رہنے کی برکت سے وہ اس قابل ہوئے کہ دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے کے حق دار ہوئے۔ کیونکہ ایمان کے بغیر کوئی عمل مقبول نہیں اور عمل صالح کے بغیر دوسروں پر حکومت کرنے کا کوئی حق پیدا نہیں ہوسکتا جب یہ دونوں اوصاف کسی میں جمع ہوگئے تو ان کو حق پیدا ہوگیا کہ دوسروں کو بھی حق کی دعوت دے سکیں۔ اب یہ امر تحقیق طلب رہ جاتا ہے کہ حق سے کیا مراد ہے جس کی طرف دعوت دی جائے؟

الحق سے قرآن مراد ہے: حضرت قتادہ حضرت مجاہد اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں: الحق کتاب اللہ۔ (ابن جریر) حق سے اللہ سبحانہ کی اتاری ہوئی کتاب (قرآن کریم) مراد ہے۔ اور حضرت مقاتل رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بالا یمان والتوحید (مظہری) یعنی ایک دوسرے کو تاکید کرتے رہتے ہیں ایمان پر قائم رہنے اور اللہ سبحانہ کی وحدانیت کا اقرار کرتے رہنے کی۔ ایمان میں وہ تمام ایمانیات داخل ہیں جن کا بیان ایمان مجمل اور ایمان مفصل میں کیا گیا ہے۔ اور توحید سے مراد اس امر کی تصدیق اور

اقرار کہ اللہ سبحانہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے کوئی ہستی کائنات کی اس میں شریک نہیں ہو سکتی۔ بہر حال یہ بیان مقصود ہے کہ خسارے اور گھاٹے سے وہ لوگ بھی مستثنیٰ ہیں جو نہ صرف اپنی ذات سے ایمان لائے اور یقین کامل رکھا اور نہ صرف خود اچھے کام کرتے رہے بلکہ دوسروں کو بھی دعوت حق دیتے رہے اور عمال صالحہ پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے۔ کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے پسند کرتا ہے دوسروں کے لئے بھی اس کو پسند کرے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرتا ہو دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کرے۔ یہی علامت مومن کامل کی ہے۔ اختیار کرنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ خواہ وہ خدائے عزوجل پر ایمان لانا ہو یا اس کی کتابوں کا اتباع کرنا ہو یا اس کے رسولوں کی اقتدا و پیروی کرنی ہو۔ ہر امر میں جو اپنی ذات سے متعلق ہو یا دو اشخاص یا دو جماعتوں کے درمیان دائر ہو۔ مثلاً نماز روزہ یہ ایسی عبادات ہیں کہ ان کا نفع ان کے ادا کرنے والوں کی ذات تک محدود رہتا ہے۔ اور بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق دو فریق سے ہوتا ہے مثلاً بیع وشراء نکاح معاہدہ وغیرہ کہ ان کی بجا آوری اور پابندی فریقین کے ذمہ عاید ہوتی ہے۔ غرض یہ تمام امور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق انجام پانے چاہئیں۔ و تواصو بالحق میں حق سے خواہ کتاب اللہ مراد لی جائے یا ایمان و توحید یا جملہ امور خیر۔ ہر ایک تفسیر اپنی جگہ درست ہے۔ اس میں باہم تضاد نہیں سب کامل اور نتیجہ ایک ہی ہے۔

حق سے مراد باطل کی ضد: یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حق کی تاکید کرتے رہنے کا یہ مطلب لیا جائے کہ حق کی ضد جو باطل ہے اس سے دوری اختیار کی جائے۔ خواہ اس کا تعلق اعتقادات سے ہو یا عبادات سے اعمال سے ہو یا اموال سے معاملات سے ہو یا معاہدات سے ہر امر میں حق پر قائم رہیں۔ حق کہیں حق کریں باطل سے دور رہیں۔ مقابلہ اپنوں سے ہو یا پرایوں سے۔ معاملہ رشتہ ناطے والوں کا ہو یا اجنبی لوگوں کا۔ بلکہ کوئی معاملہ اپنی ذات سے متعلق ہو تو اس میں بھی حق کا لحاظ رکھیں اور حق کو ہاتھ سے جانے نہ دیں کہ اسلام نام ہے دین حق کا۔ باطل کو دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ فتح مکہ ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دست مبارک میں چھڑی لئے ہوئے کعبۃ اللہ شریف میں بٹھائے ہوئے ایک ایک بت کو دھکا دیتے جاتے اور فرماتے تھے جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ جاء الحق و مایبدئ الباطل وما یعید۔ حق آیا یعنی سچا دین آیا۔ یا یہ کہ قرآن کریم آیا اور جھوٹ نکل بھاگا یقیناً جھوٹ نکل بھاگنے والا ہے۔ حق آیا اور باطل آئندہ کبھی منہ نہ دکھا سکیگا۔ چھڑی کے اشارے پر ایک ایک بت اوندھے منہ گرتا جارہا تھا۔ اس طرح تین سو ساٹھ بت جو کعبۃ اللہ شریف میں بٹھائے گئے تھے کعبۃ اللہ شریف ان سب سے پاک صاف ہوگیا جس پر اب چودہ سو سال ہوتے ہیں کہ قرآن کریم کی پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلک۔ بہرحال اس آیت کریمہ

میں ہر امر خیر کرتے رہنے کی تاکید کا حکم دیا گیا ہے

وتواصوابالصبر کی تفسیر: وتواصوابالصبر ۔ اور تاکید کرتے رہے صبر کی یعنی تکلیف ورنج کو سہنے کی۔ ایمان لانے اور عمل صالح کرتے رہنے اور حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہنے کے سلسلہ میں جو تکالیف شاقہ برداشت کرنے پڑتے ہیں ان کو سہتے رہنے کی تاکید کیا کرنا بھی ضروری ہے۔ اگرچہ تواصی بالحق میں تواصی بالصبر بھی داخل تھا لیکن تواصی بالصبر کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر انسان میں صبر واستقامت نہ ہوتو اندیشہ ہے کہ ایمان متزلزل اور عمل صالح ناتمام اور تواصی بالحق جس کا بیان اوپر کیا گیا بے معنی ثابت ہو کر رہ جائے۔ پھر ان امور ثلاثہ کا فائدہ کما حقہ حاصل نہ ہو اور ساری کوشش وکاوش بے نتیجہ ہو جائے۔

صبر کی اہمیت: صبر کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الا یمان بضع و سبعون شعبة ۔ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ۔ اور دوسرے موقع پر فرمایا: الصبر نصف الایمان ۔ ان میں سے صرف ایک صبر آدھا ایمان ہے جو کم از کم چھتیں شاخوں پر حاوی ہے۔ گویا ایک صبر کی صفت حاصل کرنے ایمان کی آدھی شاخیں ہاتھ آجاتی ہیں ۔ یہ بھی ارشاد ہوا: الصبر مفتاح الفرج صبر کامیابی اور کشائش کی کنجی ہے۔ جس انسان میں یہ وصف جس درجہ غالب ہوگا اس کو اسی کی مناسبت سے اپنے

کاموں میں کامیابی حاصل ہوگی ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا :
واصبرو ما صبرك الاّ بالله ولا تحزن عليهم ولا تك
فی ضیق مما یمکرون ۔ اور اے نبی کریم آپ ہر مشکل میں جو آپ کو
درپیش ہو آپ صبر فرماتے رہیں ۔ اور آپ کا ہر امر میں صبر فرماتے رہنا اللہ سبحانہ
کی اعانت ہی سے ہے ان کفار کے ناروا سلوک سے آپ اندوہگیں نہ رہا کریں
اور آپ کے خلاف جو کارسازیاں یہ لوگ کر رہے ہیں ان سے آپ تنگ دل نہ
ہوں ۔ یعنی آپ ذرا صبر سے کام لیجئے پھر دیکھئے کہ کفار کی یہ ساری چال بازیاں
کس طرح خاک میں مل جائینگی اور دیکھتے دیکھتے کیسی کامیابی آپ کو حاصل
ہوگی؟ اسی طرح امت مرحومہ کو سراہا گیا: الصابرین فی البأساء
والضراء وحین البأس ۔ جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں ان کی صفت یہ
ہے کہ وہ تکالیف شاقہ اور ضرر رساں مواقع میں نیز حالت جنگ میں بڑے ہی
صابر ہیں ۔ جب آپ خود ایسے صابر واقع ہوئے ہیں اور آپ کے رفقائے کار کی بھی
یہ صفت ہے تو یقین جانئے کہ ہماری اعانت بھی آپ کے ساتھ ہے ارر کامیابی
بھی آپ ہی کے ہاتھ ہے ۔ چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں جو فتوحات اور کامیابیاں
حاصل ہوئیں وہ اظہر من الشمس ہیں ۔

<u>صبر کا مرتبہ عبادت و عبودیت :</u> یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تواصوابالحق سے
مرتبہ عبادت مراد لیا جائے یعنی ایسے کام کرتے رہنے کی تاکید جن سے حق سبحانہ

تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو۔ اور وتواصوابالصبر سے مرتبہ عبودیت مراد لیا جائے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ جو سلوک بھی ہو اس پر نہ صرف صبر سے کام لے بلکہ اس پر اپنی رضا و خوشنودی کا اظہار کرے اور نہ صرف اظہار بلکہ اس کو جان و دل سے قبول کرے کیونکہ ارشاد باری ہے: واللہ یحب الصابرین ۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ تکالیف کے سہنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ محبت جو سلوک بھی کرے وہ محبوب کی مسرت کا موجب ہوتا ہے لہذا نہ صرف خود تکالیف الہیہ سے راضی اور خوشنود رہے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تاکید کرتا رہے۔

تواصوا کہنے کی وجہ تخصیص : یہاں وتواصوابالحق اور وتواصوابالصبر فرمایا گیا۔ وعظ و نصیحت یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ ارشاد نہیں ہوا یہ اس لئے کہ تواصوا وصیت سے مشتق ہے۔ وصیت آخری حکم کو کہتے جو انسان یہاں سے چل چلاؤ کے موقع پر کر جاتا ہے۔ اس میں اشارہ ہے اس امر کی جانب کہ وصیت کرنے والے اپنی خودی کو فنا کر چکے ہیں۔ فانی فی اللہ باقی باللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے اور موتوا قبل ان تموتوا کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ مرنے سے پہلے مر چکے ہیں۔ اسی عالم میں آنے کے بعد ان کی جو فرمائش بھی دوسروں سے ہوگی وہ حد درجہ دل نشیں ہوگی اور ہر شخص جو اس فرمائش کو سنا ہوگا وہ دل و جان سے اس کی تعمیل و تکمیل پر مائل ہوگا اور بہر صورت بلکہ بہر

قیمت اس کی تکمیل کر کے ہی دم لیگا۔ اگر واصی کی جگہ کوئی دوسرا کلمہ ارشاد ہوتا تو یہ مطلب حاصل نہ ہوتا۔۔

ایک نکتہ: نیز یہاں آمنوا' عملوا اور تواصوا یہ تمام صیغے ماضی کے ارشاد ہوئے ہیں۔ حال واستقبال کے صیغے یؤ منون۔ یعملون اور یتواصون نہیں لائے گئے۔ اگر حال واستقبال کے صیغے لائے جاتے تو یہ سمجھا جاتا کہ ان صفات کے حاصل کرنے کا گویا حکم دیا جارہا ہے۔ اس کی تعمیل آئندہ زمانے سے متعلق ہوتی۔ برخلاف اس کے ماضی کے صیغے لائے جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ گویا یہ لوگ صفات مذکورہ کے ساتھ پیشتر ہی سے موصوف ہیں اس لئے یہاں انکی تعریف وتوصیف فرمائی جارہی ہے۔ ان لوگوں سے زمانہ آئندہ میں ان صفات کی تحصیل کا مطالبہ نہیں کیا جارہا ہے بلکہ یہ صفات چونکہ ان میں پہلے سے موجود ہیں اب ان سے ان اوصاف پر محض ثابت و برقرار رہنے کا مطالبہ ہے اور بس۔ اس تقریر میں جو لطف ہے وہ ارباب ذوق پر مخفی نہیں۔

سورہ والعصر کی جامعیت: حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا :لولم ینزل غیر ھذا السورۃ لکفت الناس ۔اگر اس سورت شریفہ کے سوا قرآن کریم کی اور کوئی سورت نازل نہوتی تو بھی یہی ایک سورت تمام لوگوں کی ہدایت کے لیے کافی تھی''۔ علمائے کرام فرماتے ہیں: لانہا شملت جمیع علوم القرآن۔ کیونکہ یہ سورت شریفہ باوجود اتنے

اختصار کے قرآن کریم کے جملہ علوم پر مشتمل ہے۔

امر بالمعروف کا ترک موجب خسران: قاضی ثنا اللہ پانی پتی رحمتہ الہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں: الامربالمعروف والنهی عن المنكر واجب من ترك كان من الخاسرين ۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا شرعاً واجب ہے جس نے اس فریضہ کو ترک کیا اس کا شمار بھی گھاٹے میں رہنے والوں اور نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ کیونکہ حضرت ابو سعید خدری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من رای منکم منکرافلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسا نه فان لم يستطع فبقلبه و ذلک اضعف الا یمان ۔(مسلم) تم میں سے جو کوئی شخص کسی خلاف شرع کام کو دیکھے تو چاہیئے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ (یہ فریضہ حکام کا ہے) پھر اگر کسی سے یہ نہو سکے تو اس کو اپنی زبان سے منع کردے۔ (یہ کام علماء کرام کا ہے) پھر اگر یہ نہ ہو سکے تو اس کو اپنے دل میں برا جانے۔ اور یہ ایمان کا ضعیف تر درجہ ہے۔ (یہ کام عامتہ المسلمین کا ہے)

نہی عن المنکر کے ترک پر وعید: سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: مامن قوم يعمل فيهم المعاصی ثم يقدرون علی ان یغیر واولا يغيرون الآ یوشک ان یعمهم العقاب (ابو

داؤد شریف) جس کسی قوم میں گناہ رائج ہو جائیں اور وہاں ایسے لوگ موجود ہوں جو اس کی اصلاح پر قادر ہیں پھر بھی وہ اصلاح نہ کریں تو قریب ہے کہ اس قوم پر عام عذاب نازل ہو۔ نیز حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات علیہ التحیۃ والتسلیمات نے فرمایا: لا یعذب اللہ العامۃ بعمل الخاصۃ حتی یروا المنکر بین ظہرانیہم وھم قادرون علی ان ینکروہ فلم ینکروہ فاذا فعلوا ذلک عذب اللہ العامۃ والخاصۃ۔ (ابوداؤد ابن ماجہ بغوی) عادۃ اللہ اس طرح جاری ہے کہ چند لوگوں کے گناہ کرنے سے اللہ سبحانہ تعالیٰ تمام لوگوں کو مبتلائے عذاب نہیں فرماتا تا آنکہ عام لوگ اپنے روبرو چند آدمیوں کو گناہ کرتا ہوا دیکھتے رہیں اور باوجود قدرت رکھنے کے ان پر انکار نہ کریں جب صورت حال ایسی ہو جائے تو اللہ سبحانہ عام و خاص سبھی کو عذاب میں مبتلا فرماتا ہے: گناہ گاروں کو گناہ کی پاداش میں اور دوسروں کو اس سے منع نہ کرنے کی بنا پر کیونکہ گناہ سے راضی رہنا بھی گناہ ہے اس باب میں اور بھی بکثرت احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

<u>رحمت الٰہی کی وسعت</u> : مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس سورت شریفہ میں گھاٹے اور خسارے کی نسبت صرف اسی قدر فرمایا ہے۔ والعصر ان الانسان لفی خسر سارا زمانہ گواہ ہے کہ یقیناً نوع انسانی بالضرور بڑے

خسارے میں ہے اور جو لوگ اس گھاٹے اور خسارے سے دور ہیں ان کی شان میں ارشاد فرمایا الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات و تواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور (تکالیف پر) صبر کرتے رہنے اور ان کو سہتے رہنے کی تاکید کرتے رہے وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس میں حدیث قدسی سبقت رحمتی غضبی کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں باری تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ میری رحمت میرے غضب سے کہیں سابق ہے۔ یعنی گھاٹے میں صرف ایک نوع اور فائدے میں چار انواع۔

اس اعتبار سے ان آیات کریمہ کا مضمون سورہ تین کی ان آیات کریمہ سے ملتا جلتا ہے۔ جن میں ارشاد ہوا ہے: لقد خلقنا الا نسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل سافلین الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلھم اجر غیر ممنون۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین قامت اور اندازے پر پیدا کیا پھر اس کو نچلے سے نچلے درجہ میں ڈال دیا مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو ان کے لئے ثواب ہے کبھی ختم نہ ہونے والا۔ ان دونوں سورتوں کی آیات کریمہ میں جو فرق ہے اس کو اوپر بتلا دیا گیا ہے۔

<u>سورہ والعصر پڑھنے کی فضیلت:</u> حضور سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم

اجمعین کا ارشاد مبارک ہے: من قراء سورة والعصر غفر الله تعالى له وكان ممن تواصى بالحق وتواصى بالصبر۔ (ابوالسعود) جس شخص نے سورہ والعصر پڑھا اللہ سبحانہ تعالی اس کو بخش دیگا اور اس کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جو حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔ واللہ الموفق۔

سورہ عصر کی تفسیر ختم ہوئی وللہ الحمد۔ وصلی اللہ تعالی وسلم علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔۔☆

ماخوذ از:

تفسیر قادری

الموسوم به اسم تاریخی

تفسیر کشف القلوب

از: سید الشیوخ حافظ سید محمد عمر حسینی قادری خلیق قدس سرہ العزیز

تکملہ

از: شیخ الاسلام سید محمد بادشاہ حسینی قادری لئیق رحمتہ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عصری پیغام
(۱۴۲۳ھ)
منظوم جائزہ وتقاضا

خدا اپنا خالق ہے معبود و سبحان
نہ بھولیں کبھی ہم الست کا وہ پیماں
ہمیں ان کی امت میں پیدا کیا ہے
بنایا ہے رب جن کو شاہ رسولاں
قیامت تلک دین روشن رہے گا
تمام اولیاء ہوں گے اس کے نگہباں
نقیب مدینہ و مکہ بنایا
زمیں پر بسایا ہے اجمیر و جیلاں

کی خواجہ نے تبلیغ در اہل باطل
ہوئے جن سے ننانوے لاکھ مسلماں
ادھر غوث اعظم نے مردے جلائے
بیک وقت دیکھے ہیں ستر مریداں
فریدؒ و نظامؒ اور صابرؒ کا فیضان
بنا ہے ہدایت کا شمع فروزاں
مبلغ بنے اولیائے الٰہی
نہ چھوٹے کوئی ان سے وادی بیاباں
بالآخیر امت کو اعزاز کثرت
بنے اہل سنت کروڑوں مسلمان
مگر شرک و بدعت کے ہتھیار لے کر
ہوئے ہیں مسلمان دست و گریباں
یہ ہم میں عجب فتنے اٹھنے لگے ہیں
یہود و نصاریٰ کے لب پر ہے مسکان
کہیں زلزلے ہیں کہیں قتل و غارت
دکھاتی ہے قدرت یہ عبرت کے ساماں

تقاضائے و العصر پر غور کرلیں
تو مل جائے گا درد کا اپنے درماں
وطیرہ ہو صالح عمل زیر ایماں
یہی ہے تباہی کا بے شبہ درماں
ہے حالات کے جائزہ کا تقاضا
خدا کے لیے کرلیں منہ در گریباں
ہمیں یاد رکھنا ہے پیغام والعصر
عمل کی ہو منزل تو ہو شمع ایماں
رہیں حق پہ ہم حق کی تلقین کے ساتھ
ہمارے لیے ہے یہی درس قرآں
الگ ہوگئے راہ منزل سے ہم لوگ
ملے ہیں یہ جو ہم کو عشرت کے ساماں
لباس و غذا اور مکاں میں ہیں ہم گم
ہیں اقوام عالم میں ہم زیر حرماں
ومن یوتی الحکمت سے غافل ہوئے ہیں
جو بنتا ہے خیراً کثیرا کا ساماں

جو سائنس و حکمت کے مالک ہوئے ہیں
وہ غالب ہیں مجبور ہم ہیں مسلماں
تباہی میں ڈالے گئے سارے افغاں
نشانے پہ ہے اب عراق اور ایراں
فلسطینیوں پر مظالم ہیں بے حد
نہیں مملکت کوئی اب ان کی پرساں
ادھر بیت مقدس بھی محصور ہوا ہے
ستم پر ستم سہہ رہے ہیں مسلماں
ہوئی مسجد بابری کی شہادت
ہے مغلوبیت کا ہماری یہ اعلان
وہ بربادی بوسنیا' چیچنیا
بہاتا رہا ہم پہ آنسو یہ دوراں
مگر پھر بھی غفلت سے جاگے نہیں ہیں
اسی واسطے ہیں مسلماں پریشاں
یہودی و عیسائی یک جٹ ہوئے ہیں
مگر منتشر ہیں یہ بھائی مسلماں

خدا کے لیے حق کی رسی کو تھامیں
کہ ناکامیوں کا یہی اک ہے درماں
وہ لڑتا ہے بے تیغ بھی جو ہو مومن
یہ ملت کے شاعر کا ہے صاف اعلاں

ملوکیت اسلام میں ناروا ہے
خلافت ہے اسلام' جس پر ہے نازاں
نظامِ حیات ہو رضائے الٰہی
اسی پر ہو ثابت قدم ہر مسلماں

نہیں ہم کو قانون انساں کی حاجت
دیا ہم کو معبود نے اپنا قرآں
یہ جمہوریت بھی نبی کی عطا ہے
خلافت کی تاریخ ناز مسلماں

مسلماں اسے اپنی کشتی بنالیں
نہوگی انہیں پھر کوئی فکر طغیاں
وہ صدیقی' فاروقی ' ایوبی کردار
بنالیں اسے اپنی قوت کا ساماں

بنے حرز جاں اپنا ارشاد طارق
بنے راہبر ہمت ٹیپو سلطان
وہ اربعہ ائمہ کے بن جائیں پیرو
بنائے حدیثوں کو جو شمع ایماں
ہیں کثرت میں غالب سبھی اہل سنت
لھم بشری والوں کا لے کر کے داماں
خدا کے لیے اس پہ قائم رہیں ہم
رہ بوبکر اور فاروق و عثمان
چلے جس پہ حسنین اور شیر یزداں
اویس اور سلماں' بلال اور حساں
وہ حور و ملک اس کے مشتاق ہوں گے
دلوں میں رہے گر شہادت کا ارماں
فسادات گجرات بھی امتحاں ہیں
بنے جو ہماری شہادت کا عنواں
فلک اور بھی آزماتا رہے گا
نہ چھوٹے کبھی صبر و ہمت کا داماں

وہ معصوم جانوں کو جو رشکِ گل تھے
ہوئی لے کے آغوش میں آگ پشیماں
محرم سے پہلے ہوئی یاد کربل
مشیت خدا کی ہمارا ہے ایماں
نہ گھبرائیں ہم عصر کا جائزہ لیں
ہے خالق ہمارا رحیم اور رحماں
وہ اصحاب فیل اور فرعون کا انجام
ہمارے لیے ہے مشیت کا اعلاں
جئیں بھی مریں بھی خدا کے لیے ہم
بنے گا یہی عزم' عزت کا ساماں
الٰہی کرم کر ہے اپنا وسیلہ
یہ نعتِ نبی اور یہ حمد سبحاں
ملی ہے تجھے اس کی توفیق ثاقبؔ
ہے پیغام و العصر منشائے رحماں

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقت کا تقاضا

واعتصموا بحبل ہے قرآن میں
اہمیت اس کی ہے اپنے ایمان میں
روشنی ہے اسی کی تو ایقان میں
ہے یہ حربہ بڑا اپنے سامان میں
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اب کسی پر ہمارا بھروسہ نہیں
زور بازو سے بڑھ کر سہارا نہیں
اب مصائب کا طوفان ویسا نہیں
اک سمندر ہے جس کا کنارا نہیں
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہم نے اپنے وطن کو دیا کیا نہیں
کیا اسے سب سے برتر بنایا نہیں
خون سے کیا گلستاں کو سینچا نہیں
پھر بھی ان کو وجود اپنا بھاتا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

بادشاہت میں اپنی تھیں گل کاریاں
سارے فرقوں میں تھیں آپسی یاریاں
تھیں وہ تہذیب باہم کی سرشاریاں
کچھ دکھاتے یہیں اب اس کو چنگاریاں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اس طرف الم جو باندھے ہیں اپنی کمر
اس طرف ہم سے ہیں محض بے خبر
دیکھ لو ان سے آفات سے یوں نہ ڈر
ہم کو برباد کہ رکھ صرف اپنی نظر

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

وہ نہ سمجھیں کہ طوفاں سے ڈر جائیں گے
ہم وطن ہی کے سینے پہ مر جائیں گے
حق نے چاہا مقدر سنور جائیں گے
خوں کے دریا سے ہم پار اتر جائیں گے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دیس کو دیکھ کر اب ہیں آنسو رواں
دیکھئے چار جانب ہیں بربادیاں
آج جیلوں میں ہیں پھول سے نوجواں
جل رہے ہیں مکاں اٹھ رہا ہے دھواں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
اب [illegible] بھروسہ نہیں [illegible] یہی بھائیو

زور بازو سے بڑھ کر سہارا نہیں
اب مصائب کا طوفان ویسا نہیں
اک سمندر ہے جس کا کنارا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کھیل تلوار و خنجر کا ہے چار سو
زخم خوردہ نظر اتے ہیں کو بہ کو
کچھ فسادات چھپ کر تو کچھ روبرو
رزم کا سا ہے منظر کبھی دوبدو
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہیں فسادی مسلح کھڑے اک طرف
اور پولیس ہتھیار سے اک طرف
قائدین اور لیڈر پڑے اک طرف
ہیں مسلمان سہمے ہوئے اک طرف
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کچھ وہ ظالم جو باندھے ہیں اپنی کمر
اپنے انجام سے ہیں محض بے خبر
اے مسلمان آفات سے یوں نہ ڈر
نصرت حق پہ رکھ صرف اپنی نظر
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اک طرف فرقہ واری جنوں کی پہل
اک طرف اس کا ہوتا ہے ردعمل
سب کے سب ہیں اسی کھیل میں آج کل
پارٹی ہو پریشد ہو یا کوئی دل
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنا شیوہ نہیں نالہ درد و غم
آزمائش میں ہوں اپنے ثابت قدم
ٹوٹنے پائے ہرگز نہ اپنا بھرم
مانگئے اپنے مولا سے لطف و کرم
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کوئی مرتا نہیں حکمِ خالق بناء
تھا یہ ایقان حضرت علی مرتضی
آپ تنہا ادھر دشمنوں کا پرا
سب پہ غالب رہے بن کے شیر خدا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ماسوا سے مسلمان ڈرتا نہیں
وقت آجائے تو پھر وہ ٹلتا نہیں
بزدلی میں جکڑ کر وہ بچتا نہیں
پھر شہادت سے کیوں وہ سنورتا نہیں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حق تعالیٰ کی رحمت شہادت میں ہے
زندگی کی مسرت شہادت میں ہے
مرد مومن کی عظمت شہادت میں ہے
عاصیوں کی برات شہادت میں ہے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عزم راسخ سہارا ہے آفات میں
ہر اجالا ہے اپنی روایات میں
کام لینا ہے ہمت سے خطرات میں
گھوڑے دوڑا دیئے بحر ظلمات میں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہاں یہ سچ ہے یہاں اب سکوں بھی نہیں
یہ زمیں بن گئی کربلا کی زمیں
راہ حق سے قدم ہٹ نہ جائیں کہیں
دیکھ لو اسوہ ہاشمی نازنین
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

بے قصوروں پر حملہ یہ اچھا نہیں
یہ خدا کو کسی کو گوارا نہیں
ہاتھ کمزور پر تو اٹھانا نہیں
ظالموں پر مگر رحم کھانا نہیں
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

غیر مسلم سے ہم کو نہیں دشمنی
چاہتے ہیں کہ پرامن ہو زندگی
اپنا مذہب سکھاتا ہے ہم کو یہی
بھائی اک دوسرے کے ہیں سب آدمی
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہند میں دین کا یہ جو ڈنکا بجا
اور مسلمان کا بول بالا رہا
یہ جو اسلام کا ہے چمن یاں ہرا
عالموں سے سوا اولیاء سے ہوا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
عظمت مصطفیٰ الفت اولیاء
ہے یہی اپنا سرمایہ بے بہا
راستہ کچھ جو اپنائے اس کے سواء
بن گئی بات یہ وجہ قہر خدا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
عصر حاضر کی تاریخ پر ہو نظر
اب زمین عقیدت ہے زیر و زبر
مختلف ہیں عقائد میں باپ اور پسر
بدعقیدت کے فتنہ کا ہے یہ اثر
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

سینہ فرش سے وہ جو دولت ملی
خوش عقیدت بدلنے پہ وہ خرچ کی
عیش و عشرت کے ساماں سجانے لگی
دین و ملت کی عزت مگر لٹ گئی
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دین و ایماں سے ہے کس قدر فاصلہ
اپنے اعمال کا لیں ذرا جائزہ
الفت مصطفیٰ سے ہوں آراستہ
قلب ہو ان کے انوار کا آئینہ
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

سب کو چھوڑیں مگر ہم نہ چھوڑیں نماز
کامیابی کا اس میں نمایاں ہے راز
اس سے ملتا ہے ہر ایک جا امتیاز
دور ہوتا ہے سب اس سے درد و گداز
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حکم رب العلا برملا ہے نماز
دین کا ایک ستون بے شبہ ہے نماز
بالیقیں رحمتوں کی ردا ہے نماز
عبد و معبود کا رابطہ ہے نماز
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
اپنے سارے خرافات کو چھوڑ دو
اپنی جھوٹی روایات کو چھوڑ دو
شادیوں میں مباہات کو چھوڑ دو
غیر شرعی رسومات کو چھوڑ دو
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
گھوڑے جوڑے کی آفت بنی ہے وبال
ہوگئی ہے ہزاروں کی شادی محال
اب تو معیار ہے صرف مال و جمال
دینداری شرافت کا کب ہے خیال
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنی صورت و سیرت مسلمان کرو
وصف اسلام و ایماں نمایاں کرو
آرزوئے شہادت کا ساماں کرو
زندگانی کو رشک بہاراں کرو
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
اختلافات باہم کو اب چھوڑ دو
اب تو کندھے سے کندھا ملا کر چلو
دشمنوں کے ارادوں کو پہچان لو
ایک مضبوط دیوار بن کر رہو
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
دیکھئے کشتی نوح کیوں بچ گئی
بس یہی نا کہ حق کی مدد ساتھ تھی
منکروں ظالموں کی تو دنیا لٹی
دیکھو تاریخ کی ہے نصیحت یہی
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

آئے جبریل امیں جب پئے امتحاں
تو کہا خود خدا ہے مرا نگہباں
ہے خلیل بکرم کی یہ داستاں
نار نمرود خود بن گئی گلستاں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کیا نہیں یاد عبرت کا یہ واقعہ
لنگڑے مچھر نے نمرود کا کیا کیا
ناک میں گھس کے بھیجے کو سب کھا لیا
سر کو پٹوا کے آخر وہ مر ہی گیا

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنے موسیٰ کی وہ زندگی دیکھ لو
اور فرعون کی دشمنی دیکھ لو
حق کی نصرت ادھر ساتھ تھی دیکھ لو
فوج سب غرق دریا ہوئی دیکھ لو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اک طرف ابرہہ کا بھی انجام ہے
مطلب پر خدا کا وہ انعام ہے
نصرت حق کا کب سے یہ اعلام ہے
کٹ ہی جائے گا جو ظلم کا دام ہے
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
عہد سرکار ﷺ جنگ بدر دیکھ لو
دشمنوں کی تھی کثرت ادھر دیکھ لو
یاں فقط تین سو تیرہ سر دیکھ لو
ان ہزاروں پہ فتح و ظفر دیکھ لو
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
دیکھئے جنگ طائف حنین واحد
ہو کے غالب بھی مغلوب ہوئی فوج بد
ہے یہ تاریخ اپنی ازل تا ابد
نصرت حق تعالیٰ بنی ہے سند
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حکم فاروق کا چل گیا نیل پر
جھک گیا دست حیدر پر خیبر کا در
اندلس پر چلا طارق نامور
طاقت حق تھا ایوبی وہ سربسر
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حکم ممبر سے فاروق نے جب دیا
تین سو میل سے سن لیے ساریا
دور فاروق نے دین کو غالب کیا
اور کسری کی طاقت نے ماتم کیا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اپنے شبیر کا اسوہ جانفزا
ظلم اور جور سے تھا نبرد آزما
دین کی ناموس پر گھر کا گھر کٹ گیا
سر نہ ان کا یزیدوں کے آگے جھکا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

کربلا میں ہوئے فائز امتحاں
راہ حق میں دیئے اہل بیت اپنی جاں
کامیابی سمجھ کے تھے وہ شادماں
دیکھو مختار و انجام بد باطناں
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

فخر اسلام خالد تھے ابن ولید
تھے جو سیف خدائے حمید مجید
کارناموں میں ہیں آپ فرد فرید
ساٹھ سے ساٹھ ہزار کو شکست شدید
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

دین حق کی ہمیں اس میں الفت ملی
جب بلال حبش کی وہ سیرت ملی
تاجدار حرم کی محبت ملی
جب اویس قرن کی وہ صورت ملی
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حق کی نصرت لیے ساتھ ہے مرحبا
شان غوث الوری شان خواجہ پیا
کون ہم کو مٹا دے سکے گا بھلا
ہے وطن کی زمیں پر صف اولیاء
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

عالم روم کی دیکھئے مثنوی
شمس تبریز سے لیجئے روشنی
ان کے دامن میں ہے دولت آگہی
اور حسن عقیدت کی تعلیم بھی
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہند میں آئے جب خواجہ خواجگان
ساری طاقت مخالف تھی اور حکمراں
ساتھ خواجہ کے تھی طاقت کن فکاں
جھک گیا ان کے ہاتھوں پہ ہندوستان
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

حق سے وابستگی کا تھا کیا مرتبہ
دیکھو شان نظام اور صابر پیا
بادشہ وقت کا سرنگوں ہوگیا
الٹی مسجد ہوئی شہر کلیر جلا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
ٹھیکری کی عبارت نے کیا کردیا
آندھیوں میں دیا ٹمٹاتا رہا
حال دیکھو شجاع کی کرامات کا
مصر کی آگ کو یاں سے ٹھنڈا کیا
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو
دور اکبر جہانگیر و شاہجہاں
قابل ناز تھا دور امن و اماں
سب رواداد تھے آصفی حکمراں
مل کے رہتے تھے سب اور تھے شادماں
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ان کو کب تک یہ سوز دروں چاہیے
بربریت کو اب سرنگوں چاہیے
حال اس کے سوا کیا زبوں چاہیے
ظلم حد سے بڑھا اب سکوں چاہیے

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

خون اپنا نہیں جائے گا رائیگاں
پوچھیے ان سے وہ جو ہیں تاریخ داں
ہم تو دیتے رہیں گے یونہی امتحاں
اب دکھائے گا انجام وہ آسماں

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

وقت کے اس تقاضے کو پہچان لو
حق تعالیٰ کی مرضی پر چلتے رہو
چاک ہونے نہ دو دامن صبر کو
مصطفیٰ جانِ رحمت کو آواز دو

حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

پھر الٹ دی ہے تاریخ اپنے ورق
خون انساں سے رنگین ہوا ہے افق
اب زمانہ ہمیں دے رہا ہے سبق
مرد میدان بننا ہے پھر بہر حق
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

ہم ہیں ابنائے ملت برے یا بھلے
اور طوفان کی گود میں ہیں پلے
آیئے اب تو ملت کے پرچم تلے
سطح دریا پہ کشتی سلامت چلے
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

غمزدوں دکھ بھروں کی حمایت کرو
مال و دولت سے ان کی اعانت کرو
خوش عقیدت کو شمع ہدایت کرو
دین اسلام کی دل سے خدمت کرو
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

اب لرزتا ہے ثاقب کے ہاتھوں قلم
دیکھ کر چار جانب یہ ظلم و ستم
ہم جو کٹتے رہیں گے نہیں اس کا غم
خوں سے روشن رہے اپنی شمع حرم
حق کی رسی کو مضبوط اب تھام لو
وقت کا ہے تقاضا یہی بھائیو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منظوم تعارف

مسلم پرسنل لا بورڈ

دوران ۱۶ واں سہ روزہ سالانہ اجلاس

بمقام حیدرآباد دکن۔ ۲۱ تا ۲۳/ جون ۲۰۰۲ء

بنا کردہ ۱۹۷۲ء منجانب مولانا منت اللہ رحمانی صاحب

جس کی رہنمائی مولانا طیب قاسمی صاحب، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب اور مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب نے کی۔ جن کے بعد حضرت مولانا سید رابع حسن ندوی صاحب باتفاق آراء صدر منتخب ہوئے ہیں۔۔

ہند میں ناز مسلماں پرسنل لا بورڈ ہے
شان ملت کا نگہباں پرسنل لا بورڈ ہے

ملت بیضا کے حق میں ہے مشیت کا یہ فیض
بالیقیں اک فضل رحماں پرسنل لا بورڈ ہے

منت اللہ، طیب و ندوی، مجاہد قاسمی
ان کی کوشش سے نمایاں پرسنل لا بورڈ ہے

اہل علم و اہل دانش، اہل حق سب ساتھ ہیں

غم گسار ہر مسلماں پرسنل لا بورڈ ہے

اپنی منزل تک رسائی جس سے آساں ہوگئی

ایسی اک شمع فروزاں پرسنل لا بورڈ ہے

عدلیہ اور اہل اقتدار بھی ہیں قدر داں

مشعل قانون قرآں پرسنل لا بورڈ ہے

اہل عالم کی نگاہوں کا بھی یہ محور بنا

مثل اک انجم درخشاں پرسنل لا بورڈ ہے

اس دکن کی سرزمین بھی ناز کرتی ہے بہت

بن گیا رہبر بہاراں پرسنل لا بورڈ ہے

رابعؔ حسنیؔ و قریشیؔ اور اویسیؔ اور حمیدؔ

جس کے ہیں اب خانساماں پرسنل لا بورڈ ہے

عظمت سلطان کونین سب کی ہو مطلوب جاں

باہمی ربط مسلماں پرسنل لا بورڈ ہے

بانٹتی ہے شادمانی فکر ثاقبؔ صابری

ہیں منور جس سے ارماں پرسنل لا بورڈ ہے

منظوم تعارف موجودہ صدر

عالی قدر حضرت مولانا سید رابع حسنی ندوی صاحب

ہند میں اپنے قائد ملت رابع حسنی ندوی ہیں
آج مسلمانوں کی عظمت رابع حسنی ندوی ہیں

حسن سیادت حسن قیادت ان کے ہیں اوصاف جمیل
سرور کونین کی اک عترت رابع حسنی ندوی ہیں

شخصی قانونی مجلس کے آپ بنے ہیں صدر عظیم
اہل حق کی جان وحدت رابع حسنی ندوی ہیں

عالم دیں ہیں عامل شرع' تقویٰ کے ہیں امین ونقیب
دین و ملت کی اک دولت رابع حسنی ندوی ہیں

ان کو اپنا رہبر مانیں' ان کے دامن کو ہم تھامیں
اپنے لیے اللہ کی رحمت رابع حسنی ندوی ہیں

یارب ان کو یونہی رکھیے حشر تلک بافیض سلامت
اپنے لیے انوار قیادت رابع حسنی ندوی ہیں

ارض دکن کے سارے مسلمان ثاقب اب مسرور ہوئے ہیں
جن کے لیے ہے نذر عقیدت رابع حسنی ندوی ہیں

منظوم تعارف

کل ہند مجلس تعمیر ملت

دکن میں ملت اسلامیہ کے مسائل کی ترجمانی اور رہنمائی و تعمیل کے لیے ۱۹۵۰ء میں بزم احباب کے نام سے حضرت مولانا سید خلیل اللہ حسینی صاحب کے ہاتھوں قیام عمل میں آیا۔ اور ۱۹۵۴ء سے مجلس تعمیر ملت سے موسوم ہوئی جس کے صدر حضرت سید خلیل اللہ حسینی صاحب صدر اور حضرت عبدالرحیم قریشی صاحب معتمد رہے اور اب حضرت قریشی صاحب اس کے صدر ہیں۔۔

ہے ملت کی تعمیر، تعمیر ملت　　مسلماں کی توقیر تعمیر ملت
فلاحی افادات کا ایک مرکز　　ہے تاریخی تصویر تعمیر ملت
ہے ملت کے ایوان کو ناز جس پر　　حسیں ایک شہتیر تعمیر ملت
خلیلؔ اس کے بانی، رحیم اب ہیں شمع　　سکندرؔ کی تنویر تعمیر ملت
ہے دینی و ملی مسائل میں بے باک　　صداقت کی شمشیر تعمیر ملت
مسلمان اسے تھام کر سرخرو ہوں　　ہے عظمت کی زنجیر تعمیر ملت
اسی میں ہیں تابندہ منزل کی راہیں　　ہے قسمت کی تحریر تعمیر ملت
دکن کے مسلمان کے حق میں ثاقبؔ　　ہے سامان تدبیر تعمیر ملت

تعارف

حمیدیہ ایجوکیشنل سوسائٹی، ٹولی چوکی، حیدرآباد

الحمدللہ! ٹولی چوکی علاقہ میں مقیم ایک ہمدرد و خیر خواہ ملت اصلاح معاشرہ کی آرزومند شخصیت حامل حکمت و طبابت محترم المقام اقبال بابا کملیہ سابق صدر ریاستی جمعیت العلماء، حیدرآباد شہر اپنے رفاہی و خیر خواہی مقاصد کی عمل آوری کے لیے اپنے والد بزرگوار حضرت عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں حمیدیہ ایجوکیشنل سوسائٹی قائم کر کے اس کے زیر اہتمام اپنے ذاتی صرفہ سے ایک مدرسہ بنام فیض القرآن قائم کیا جس میں اس علاقہ کے تین صد طلباء و طالبات ناظرہ قرآن خوانی اور ابتدائی دینی تعلیم کی جماعتوں میں زیر تعلیم ہیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں یہ ایک دارالعلوم بن جائے گا۔ اس کے علاوہ اس سوسائٹی کے زیر اہتمام عظمت رسول اکرم ﷺ، عظمت صحابہ کرام اور عظمت اولیائے عظام کی فضیلت کے جلسوں نیز نعتیہ و منقبتی مشاعروں اور محافل کا انتظام کیا جاتا ہے۔

بانی سوسائٹی کی یہ گراں قدر خدمات لائق تشکر ہیں۔۔۔

تعارف فیضان ولایت ٹرسٹ

میرے ہادی برحق حضور قطب العرفان ہاشمی و صابری علیہ الرحمۃ والرضوان کے فیضان نسبت اور چشم عنایت نے شعری و ادبی صلاحیتوں کو جلا بخشا اور تصنیفاف و تالیفات کی توفیق سے نوازا۔ وہیں اس دور میں جب کہ اسلام سے وابستگی کا دعویدار ایک طبقہ عظمت رسالت اور فیضان ولایت سے بغض و عناد کا حامل اور باہمی افتراق و نفاق کا ساعی ہے اس کی تحریک نے اس وابستہ دامن ولایت کو اس امر کے لیے آمادہ و متحرک کردیا کہ اپنے عقیدہ و مسلک کی حقانیت کی روشنی کو پھیلانے کے لیے اپنی انفرادی توجہ اور کوشش کو ایک اجتماعی و اشتراکی شکل دی جائے اس لیے اپنے بہی خواہوں اور مخلصین کے مشورہ سے فیضان ولایت ٹرسٹ، قائم کر کے اشاعتی اور تعلیمی مقاصد کو روبہ عمل لایا جائے ۔۔

الحمد للہ اس ٹرسٹ کو قائم کر کے اس کے نام سے مفید ضروری اور معلومات آفریں کتب شائع کی جارہی ہیں۔ بفضل تعالی اس حقیر صابری شاعر و ادیب کی حسب ذیل کتب اب تک شائع ہوچکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے جس کے لیے میں جس قدر اپنے مہربان پروردگار کا شکر ادا کروں کم ہے۔

تفصیل کتب مطبوعہ سابقہ و حالیہ

(۱) فیضان عرفان۔ (۲) گلدستہ نجمتہ الثاقبہ۔ (۳) جشن میلاد سرور کونینؐ
(۴) وقت کا تقاضا۔ (۵) شان غریب نوازؒ۔ (۶) شان ہند الولیؒ۔
(۷) شان بندہ نوازؒ۔ (۸) شان محبوب الٰہیؒ۔
(۹) شان مخدوم صابر پاکؒ۔ (۱۰) شان رحمت (گلدستہ نعت)۔
(۱۱) گلدستہ سخن حصہ اول۔ (۱۲) گلدستہ سخن حصہ دوم۔
(۱۳) اسلامی تصوف اور خانقاہی نظام کی روشنی
معہ انگریزی ترجمہ و مضامین۔
(۱۴) عصری پیغام۔ حالات کا جائزہ و تقاضا منظوم

آخر میں ناظرین و قارئین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے طور پر جس طرح ممکن ہو ٹرسٹ کے مقاصد میں تعاون کے ذریعہ حوصلہ افزائی فرمائیں۔۔

(ثاقب صابری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھدیہ تشکر

اس کتاب کی ترتیب واشاعت کے سلسلہ میں ان کرم فرماؤں نے اپنے مشوروں' اپنے تاثرات وتعاون کے ذریعہ میری حوصلہ افزائی کی ہے ان سب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ اوران کی درازی عمرو اقبال کا دعا گو ہوں۔۔

محترم ڈاکٹر رحیم الدین کمال صاحب' محترم ڈاکٹر سید محی الدین قادری ہادی صاحب' محترم ڈاکٹر میر نجم الدین علی خاں صاحب' محترم دانشور جناب مصلح الدین سعدی صاحب' مولانا سلیمان سکندر صاحب نائب صدر تعمیر ملت' مولانا عرفان اللہ شاہ صاحب نوری' محترم جناب مولوی محمد قمر الدین صاحب صابری' SAM کمپیوٹرس مغلپورہ' جناب جنید پاشاہ صاحب جنید گرافکس' خصوصیت کے ساتھ جناب سلطان احمد صاحب قائد کانگریس پارٹی ومستاجر جنگلات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنے صرفہ سے اس کتاب کا ہمہ رنگی ٹائٹل تیار کروایا۔۔

ثاقب صابری

طباعت: دائرہ پریس' چھتہ بازار حیدرآباد۔ فون نمبر: 4400941